عورتوں کی عزت کی حفاظت کرو خواہ وہ دشمنوں کی ہوں

(فرمودہ ۲۸/ ستمبر ۱۹۲۸ء)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

میں نے اسی مقام پر چند ہفتے ہوئے ایک خطبہ پڑھا تھا جس میں اس جھگڑے کے متعلق ایک طریق فیصلہ پیش کیا تھا جو ہمارے اور ان احمدیوں کے درمیان ہے جن کا مرکز لاہور ہے۔ مجھے اس کے متعلق ان لوگوں کے فیصلہ کا انتظار ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں اگر وہ لوگ اس طریق فیصلہ پر آمادہ ہو گئے اور کوئی ایسے منصف مل گئے جو خدا کی خشیت اور انصاف وعدل کا مادہ رکھنے والے ہوں تو یقیناً یہ طریق فیصلہ ہمارے لئے بہت مفید ہوگا۔ لیکن میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ اگر ان لوگوں نے اس طریق فیصلہ کو قبول کرنے سے پہلے اپنے لٹریچر پر نگاہ ڈالی اور ساتھ ہی ہمارے لٹریچر پر اس وقت سے لے کر جب کہ معاہدہ ہوا تھا اس زمانہ تک کہ اسے ان کی طرف سے توڑا گیا اور ان کی طرف سے اس معاہدہ کی انتہائی بے حرمتی کو دیکھ کر میری طرف سے اس کی منسوخی کا اعلان ہوا۔ تو یقیناً وہ اس طریق کو اپنے لئے مفید نہیں پائیں گے۔

اس دوران میں کچھ اور واقعات بھی پیش آئے ہیں اور وہ جھگڑا جس کی ابتداء غیر مبائعین نے کی تھی اب زیادہ شدت پکڑ گیا ہے ان لوگوں کی طرف سے جو کارروائیاں عمل میں آئیں اور جس طرز میں انہوں نے ہمیں دوسروں کی نظر میں حقیر دکھانے کی کوشش کی اور لوگوں کے جذبات کو ہمارے خلاف بھڑکایا اور جس رنگ میں ہم پر نکتہ چینی کی جاتی ہے اور جس نکتہ چینی میں نہ صرف عوام بلکہ اسی جوش کے ساتھ ان کا امیر بھی شامل ہے میں اسے نظر انداز کرتا ہوں۔

اور اس وقت میں اپنی جماعت کے دوستوں کو بعض نصیحتیں کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے پچھلے

ہی جمعہ میں اس بات پر تقریر کی تھی کہ ذلت اور عزت خدا تعالیٰ کی طرف سے آتی ہے- اور میں روزانہ بیسیوں دفعہ یہ الفاظ دہراتا ہوا- کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں کہ پبلک اوپینین (Public Opinion) یعنی رائے عامہ کوئی ایسی عظیم الشان چیز ہے جس کے بغیر ہمارا گزارا ہی نہیں ہو سکتا- بے شک یہ ایک زبردست چیز ہے جسے قوموں کی ترقی اور تنزل میں بڑا دخل ہے اور جس وقت یہ انسانوں کی تدبیروں کے بغیر قائم ہو تو یہ خدا تعالیٰ کی مرضی کا اظہار کرنے والی ہوتی ہے یہ اس حالت کے لئے بطور ٹمپریچر کے ہوتی ہے جو آسمان سے زمین پر پیدا کی جاتی ہے- اسی لئے رسول کریم ﷺ نے فرمایا- یُوْضَعُ لَہُ الْقَبُوْلُ فِی الْاَرْضِ [1] یعنی جب خدا تعالیٰ کسی کو عزت دینا چاہتا ہے تو آسمان پر اس کا فیصلہ کرتا ہے اور پھر آہستہ آہستہ فرشتوں کے ذریعہ اس کی قبولیت زمین پر اتارتا ہے- پس رائے عامہ جب کہ مخالف حالات میں پیدا ہوتی ہے خدا کی مرضی کا اظہار کرنے والی ہوتی ہے اور وہ حقارت کے قابل نہیں ہوتی مگر بایں ہمہ وہ اس قدر عظیم الشان نہیں کہ اس کے مقابلہ میں سب کچھ نظر انداز کیا جا سکے- جس چیز پر ہم کلی طور پر انحصار کر سکتے ہیں اور جس پر ہمیں پورا پورا اعتماد اور توکل ہو سکتا ہے وہ صرف اور صرف استعانت الٰہی ہے وہ ہمارا یہ فعل ہے کہ ہم خدا تعالیٰ سے مدد مانگیں اور خدا تعالیٰ کا یہ فعل ہے کہ ہماری دعائیں قبول فرمائے-

پس اس میں کچھ شبہ نہیں کہ ان شبہات اور الزامات بلکہ میں کہتا ہوں کہ ان جھوٹوں اور افتراؤں کو دور کرنا جو مخالف پارٹی ہم پر لگا رہی ہے ہمارا مذہبی فرض ہے اور جو اس کے پہچاننے میں کوتاہی کرتا ہے وہ خدا کا مجرم ہے- پھر جو اس کی اہمیت کو گراتا ہے یا جو اس فرض کو پہچاننے والوں کی ناقدری کرتا ہے وہ بھی خدا کا مجرم ہے- لیکن ساتھ ہی اس فرض کو انتہاء سے آگے لے جانا بھی غلطی ہے- جس مقصد اور جس کام کے لئے ہم دنیا میں کھڑے کئے گئے ہیں وہ روحانیت اور اخلاق کا قائم کرنا ہے- اور اگر ہم انہیں قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو پھر دنیا کی رائے عامہ کے ہم محتاج نہیں- اس لئے نہیں کہ وہ کوئی حقیقت نہیں رکھتی بلکہ اس لئے کہ اس صورت میں وہ ہمارے تابع ہو جائے گی کیونکہ جو شخص خدا کا ہو جاتا ہے دنیا اس کے پیچھے چلتی ہے- دنیا میں کب ایسا ہوا کہ کوئی شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کے احکام کی اتباع کے لئے کھڑا ہوا ہو اور دنیا اسے تباہ کرنے میں کامیاب ہو گئی ہو- میں نے پچھلے جمعہ کے خطبہ میں بتایا تھا کہ دنیا نور کو نہیں مٹا سکتی- وہ شخص مٹ سکتا ہے جس کے ذریعہ نور پھیلایا جا رہا ہو

لیکن اس کا کام نہیں مٹ سکتا۔ اور جو لوگ نیکیوں کو پھیلانے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں انہیں اپنی ذات کی پروا نہیں ہوتی۔ اگر مقصود ذاتیں ہوتیں تو اسلام میں جہاد کا حکم نہ ہوتا۔ خدا تعالیٰ رسول کریم ﷺ کو یہ حکم کبھی نہ دیتا کہ دشمن کا تلوار سے مقابلہ کرو بلکہ یہ کہتا کہ بلند ترین پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھاگ کر چڑھ جاؤ یا ان کی وادیوں میں چھپ جاؤ یا جنگلوں میں بھاگ کر اپنی جانیں بچاؤ کیونکہ تمہاری جانیں بہت قیمتی ہیں۔ پھر حضرت ابوبکرؓ عمرؓ اور عثمانؓ رضوان اللہ علیہم کو یہی حکم ہوتا کہ دنیا کے غیر معروف ترین گوشوں میں چھپ جاؤ کیونکہ تمہاری جانیں بہت قیمتی ہیں۔ مگر خدا کہتا ہے کہ جاؤ تم نبی ہو یا اس کے پیرو صداقت کو پھیلانے کے لئے کام کرو اور اپنی جانوں کی پروا نہ کرو۔ پس یہ تو ہو سکتا ہے کہ انسان مٹ جائیں مگر جس چیز کے لئے وہ خدا کی طرف سے کھڑے کئے جاتے ہیں وہ نہیں مٹ سکتی۔

میں نے ایک وقت تک کلی طور پر اپنی جماعت کو غیر مبائعین کے مقابلہ سے روکے رکھا لیکن پھر میں نے محسوس کیا کہ یہ طریق بھی غلط ہے جس طرح اسلام میں ناواجب حملہ ناجائز ہے اسی طرح بے غیرتی بھی ناجائز ہے۔ اس روکنے سے بعض لوگوں میں بے غیرتی پیدا ہو گئی۔ غیر مبائعین کی طرف سے اگر خطرناک سے خطرناک حملہ بھی ہم پر کیا گیا تو کوئی ایک نے اسے پڑھا اور ہنس کر ٹال دیا اور کسی نے اگر جواب دینے کی کوشش کی تو اسے کہہ دیا تم کیسے تنگ ظرف ہو ایسی باتوں میں کیوں پڑتے ہو یہ دراصل بے غیرتی تھی۔ ان کا ایمان آہستہ آہستہ ان کے دلوں سے نکل گیا۔ پس میں نے دیکھا کہ یہ طریق غلط ہے اور یہ بے غیرتی ہے جس کے نتیجہ میں بے ایمانی پیدا ہوتی ہے کیونکہ بے غیرتی اور ایمان ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔

خدا تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی فطرت کے مطابق یہ بھی ضروری ہے کہ جن لوگوں کے احساسات کو صدمہ پہنچے ان کے لئے بھی جواب کا موقع رکھا جائے۔ ان کے احساسات کو مارتے ہی چلے جانا نامناسب امر ہے۔ میں دوستوں کی حالت کا اندازہ اس کیفیت سے کر سکتا ہوں جو انہی حالات میں خود مجھ پر طاری ہوتی ہے۔ جس طرح ان کو مجھ سے عقیدت ہے اور انہوں نے میری بیعت کی ہوئی ہے اسی طرح میں نے بھی ان کے ساتھ بالا ہستیوں کے ہاتھ پر بیعت کی ہوئی ہے اور میں جانتا ہوں ان پر اگر کوئی حملہ کرے تو میرے دل کی کیا کیفیت ہوتی ہے۔ مجھے یاد ہے یہ خیال نہیں کہ میں خود اس مجلس میں موجود تھا یا نہیں لیکن سنا ہے ایک دوست تھے جن کی طبیعت بہت تیز تھی انہوں نے لاہور میں دوکان کی۔ وہاں کسی شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ

والسلام کی شان میں سخت کلمہ کہا وہ اس سے لڑ پڑے۔ کسی نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان کی شکایت کی۔ آپ نے نصیحت کی اور فرمایا ایسے موقع پر صبر سے کام لینا چاہئے اگر کوئی گالی بھی دے تو خاموش رہنا چاہئے۔ اس پر بجائے اس کے کہ وہ اس نصیحت سے فائدہ اٹھاتے طیش میں آکر کہنے لگے مجھے تو آپ خاموش رہنے کی نصیحت کرتے ہیں لیکن جب آپ کے پیر (مراد رسول اللہ ﷺ سے تھی) کے خلاف کوئی کچھ کہے تو آپ کتابیں لکھ لکھ کر شائع کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہنس پڑے۔ گو یہ جواب غلط تھا لیکن انسانی فطرت کی بڑھی ہوئی کیفیت کا ایک نظارہ تھا۔ انسانی فطرت ایسے وقت میں جوش میں آجاتی ہے اور خدا کی پیدا کی ہوئی طاقتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے بعض حالتوں میں جوش کا اظہار جائز ہوتا ہے۔ ورنہ جب جوش کو انتہاء سے زیادہ دبایا جائے تو یا فساد پیدا ہوتا ہے یا بے غیرتی۔ پس میں نے اعلان کیا ہے اور اس پر قائم ہوں کہ ایسے لوگوں کو جوابات دیئے جائیں اور نہ صرف ان کو جوابات دیئے جائیں بلکہ ہمارے سلسلہ کے علماء کو چاہئے کہ اور بھی مختلف اعتراضات کے جوابات دیا کریں جو آریوں اور عیسائیوں کی طرف سے اسلام پر کئے جاتے ہیں اور اسلام کی تائید میں مضامین لکھیں لیکن ساتھ ہی میں یہ بھی کہتا ہوں کہ ہمارے اخلاق دوسروں سے بہت بلند و بالا ہونے چاہئیں۔ بے شک ہمارے مضامین پُرزور ہوں اور ایسے بھی ہوں کہ دشمن محسوس کرے کہ بلاوجہ حملہ کرنے سے دوسرے کو کیا تکلیف پہنچتی ہے لیکن ناجائز اور اخلاق سے گرے ہوئے نہ ہوں بلکہ ناجائز کی حد تک بھی نہ پہنچتے ہوں۔ یہ جواب کہ دشمن ہم پر ایسے حملے کرتا ہے درست نہیں۔ اس نے اپنے اخلاق کا اظہار کرنا ہے اور ہم نے اپنے اخلاق کا۔ وہ اگر اپنے اندرونہ کا اظہار کرتا ہے تو ہمیں اس کی نقل نہیں کرنی چاہئے۔ اس کی کیا ضرورت ہے کہ اپنے نفس پر جبر کر کے ہم بھی ویسا ہی گند نکالیں۔ میں مانتا ہوں بعض دفعہ اسی طرز اور اسی زبان میں جواب دینا بھی مفید ہوتا ہے جس زبان میں دشمن اعتراض کرتا ہے۔ بعض عیسائیوں نے رسول کریم ﷺ پر جب ناپاک حملے کئے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انجیل سے ہی ان کے مزعومہ یسوع کی حالت کا نقشہ کھینچ کر بتایا کہ تم تو بعض مخالفین کے اقوال کی بناء پر رسول کریم ﷺ پر اعتراض کرتے ہو لیکن تمہارے یسوع کی یہ حالت تمہاری بائیبل میں لکھی ہے۔ نادانوں نے سمجھا کہ یہ حضرت مسیح علیہ السلام پر حملے ہیں حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ تو بعض دفعہ دشمن کی اصلاح کے لئے سختی بھی اختیار کرنی پڑتی ہے لیکن یہ مثال ان

لوگوں پر چسپاں نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ لوگ زندہ ہیں اور وہ وفات یافتہ۔ حضرت مسیح علیہ السلام یا حضرت مریم پر اگر کوئی حملہ کرتا ہے تو وہ چونکہ وفات یافتہ ہیں اس لئے انہیں کسی قسم کا نقصان پہنچنے کا احتمال نہیں لیکن ان لوگوں میں سے اگر کسی ناکردہ گناہ کو گھسیٹا جائے تو وہ چونکہ زندہ ہے اسے نقصان پہنچنے کا ڈر ہے۔ پس یقیناً غیر مبائعین ہمارے اخلاق' ہماری دیانت اور ہمارے کیرکٹر پر حملہ کرتے ہیں مگر انہیں کرنے دو تم جواب ضرور دو مگر ایسامت کرو کہ جس چیز کو شریعت نے ناجائز قرار دیا ہے اسے اختیار کرلو۔ شریعت نے کسی کے اخلاق پر الزام کے لئے شرائط مقرر کی ہیں اور وہ شرائط ساری دنیا کے لئے ہیں۔ قرآن نے انھیں اس لئے مقرر کیا ہے کہ تا کسی ناکردہ گناہ انسان پر الزام نہ آئے خواہ وہ کوئی ہو کیونکہ بندے سب خدا کے ہیں۔ اور خدا کو ذلیل سے ذلیل انسان کی عزت بھی پیاری ہے کیونکہ وہ بھی اس کا بندہ ہے اس لئے جواب دینے میں اس بات کی خاص احتیاط رکھنی چاہئے۔ ابھی ایک شکایت مجھے پہنچی ہے۔ پیغامیوں کی طرف سے ایک شخص نے ایک مضمون کے متعلق لکھا ہے کہ وہ بہت نامناسب ہے۔ نیز اس شخص نے یہ بھی لکھا ہے کہ میں نے مولوی محمد علی صاحب کی بیعت بذریعہ خواب کی تھی۔ کاش اسے معلوم ہوتا کہ مولوی صاحب نے اس قسم کے خوابوں کی دھجیاں کس طرح اڑائی ہیں۔ مولوی صاحب کے نزدیک مأموروں کے خوابوں کے سوا اور وہ بھی ان مأموروں کے جنہیں مولوی صاحب مان لیں کسی کا خواب حجت نہیں ہوتا۔ ان کے لئے اگر ایک شخص کو خواب آیا ہے تو میں اس ایک کے مقابل میں سو سے بھی زیادہ اس سے تقویٰ میں بڑھے ہوئے اور بے تعلق لوگوں کو پیش کر سکتا ہوں جنہیں میرے متعلق خواب آئے۔ سو اگر یہی معیارِ فیصلہ قرار پا جائے تو آج ہی فیصلہ ہو سکتا ہے۔ اور اگر یہ منظور نہیں تو اس ایک خواب کا کیا ٹھکانا ہے وہ تو اسی طرح پراگندہ پھرے گی جس طرح ریوڑ سے علیحدہ ہو کر ایک جانور پھرتا ہے۔ خدا کے فضل سے ریوڑ میری طرف ہے اور ان کی طرف ایک پراگندہ بھیڑ کے سوا جو بھیڑئے کا شکار بنتی ہے کوئی نہیں۔ اس شخص نے ایک مضمون کی طرف اشارہ کیا ہے۔ میں چونکہ پچھلے دنوں بہت ضروری کاموں میں مشغول تھا اس لئے اس کو مکمل طور پر تو نہیں پڑھ سکا تھا کہیں کہیں سے دیکھا تھا اس لئے اس کا سارا مفہوم میرے دل پر نقش نہ تھا۔ اس نے اس مضمون سے بعض فقرات نقل کئے ہیں اور لکھا ہے یہ سورۃ نور کی تعلیم کے خلاف ہیں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر وہی مطلب ان الفاظ کا لیا جائے جو اس نے لیا ہے اور اگر لکھنے والے کے

نزدیک بھی وہی مطلب تھا تو کہا جا سکتا ہے کہ اس نے احتیاط سے کام نہیں لیا۔ لیکن میں اس مضمون کی شکایت کرنے والے سے کہوں گا کہ اس سے زیادہ خطرناک حملے مولوی محمد علی صاحب نے مجھ پر کئے ہیں۔ گو یہ ان کی ہوشیاری ہے کہ لائیبل (LIBEL) کے خوف سے انہوں نے نام نہیں لیا مگر یہ بھی ان کی نادانی ہے کہ انہوں نے خیال کیا شاید میں لائیبل ان پر کروں گا۔ میری عزت گورنمنٹ کے ہاتھ میں نہیں بلکہ خدا کے ہاتھ میں ہے وہ اپنی عزت گورنمنٹ کے ہاتھ میں سمجھتے ہیں مگر میں خدا کے ہاتھ میں سمجھتا ہوں۔ وہ آئیں اور جس قدر ان کا دل چاہے مجھے گالیاں دے لیں۔ میں تو جب لائیبل کروں گا خدا کے ہاں ہی کروں گا لیکن اس کے لئے بھی میں ابھی ضرورت نہیں سمجھتا کیونکہ اس وقت تک کوئی ایسی خطرناک بات نہیں ہوئی جو سلسلہ کے لئے نقصان دہ ہو سکے۔ خدا تعالیٰ کو خود سلسلہ کی حفاظت منظور ہے۔ وہ جب دیکھے گا کہ سلسلے کو نقصان یا ضعف پہنچ رہا ہے تو وہ خود دخل دے گا۔ لیکن میں لائیبل نہیں کرتا اور نہ میں کہہ سکتا ہوں کہ کبھی کروں گا کیونکہ یہ میری فطرت کے ہی خلاف ہے۔ تو یہ ان کی غلطی تھی کہ انہوں نے خواہ مخواہ اپنی طبیعت پر میری طبیعت کا قیاس کر لیا اور اس لئے نام چھپانے کی کوشش کی۔ حالانکہ جس عقلمند کے بھی سامنے وہ مضمون رکھ دیا جائے وہ فوراً کہہ دے گا کہ یہ اشارہ کس کی طرف ہے۔ پہلے میرے مضمون کا حوالہ دیا گیا ہے پھر پردہ پر بحث کی ہے پھر لکھا ہے کہ وہ مفتی اور پیر جو ایسے فتویٰ دیتے ہیں ان کے گھروں میں ایسا ہوتا ہے۔ اس مضمون کو پڑھ کر ہر عقل مند سمجھ سکتا ہے کہ اس میں صرف مجھ پر ہی حملہ نہیں بلکہ جماعت کی سینکڑوں معصوم عورتوں پر بھی حملہ ہے۔ میں ان لوگوں میں سے ہوں جو یہ سمجھتے ہیں کہ جس کو گالی دی جائے اس کی ہتک نہیں ہوتی بلکہ ہتک خود گالی دینے والے کی ہوتی ہے۔ اس مضمون میں مولوی صاحب نے اپنے اخلاق کے دنیٰ ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے نزدیک عِفّت کی کوئی قیمت ہی نہیں۔ اور وہ جوش میں انسانیت کے ادنیٰ درجہ سے بھی گر جاتے ہیں۔

بہرحال ان کی تحریر موجود ہے۔ اگر یہ خط لکھنے والے کے نزدیک ان کا طریق عمل درست ہے تو اسے تو چاہئے تھا مجھے لکھتا کہ چونکہ خواب میں مجھے مولوی محمد علی صاحب کی صداقت کا یقین دلایا گیا ہے اس لئے آپ کو بھی چاہئے کہ انہیں کے طریق عمل پر چلیں لیکن وہ مجھے شکایت لکھتا ہے۔ بہرحال میں اس کے خواب کا تابع نہیں ہوں بلکہ قرآن کریم کا تابع ہوں۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اگر ہم پر ایسے حملے کریں تو کریں۔ مولوی محمد علی صاحب کریں تو بے

شک کریں لیکن ہمیں نہیں چاہئے کہ باعفت عورتوں پر کوئی حملہ کریں۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی بیٹی یا مولوی محمد علی صاحب کی سالی ہونے کی وجہ سے کسی ایسی عورت پر جسے خدا تعالیٰ باعصمت کہتا ہے کوئی حملہ نہیں جاسکتا۔ اور اگر مضمون نویس کا منشاء یہی تھا تو میں اسے نصیحت کروں گا کہ توبہ کرو ہمیں ہرگز کوئی حق نہیں کہ جس نے ہم پر کوئی حملہ نہیں کیا اس پر حملہ کریں۔ ہاں سوال کے طور پر یہ لکھا جاسکتا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب کا یہ فتویٰ ہے اور ڈاکٹر بشارت احمد صاحب یہ کہتے ہیں اس صورت میں ان پر کیا فتویٰ چسپاں ہوتا ہے لیکن واقعہ کی صورت میں اسے تبدیل کر دینا ٹھیک نہیں۔ یہ کہنا کہ فلاں چونکہ یہ فتویٰ دیتا ہے اس لئے نفس پرستی کرتا ہے ناجائز ہے۔ کیونکہ اس میں بعض ایسی عورتوں پر حملہ ہے جن کا کوئی گناہ ہم پر ثابت نہیں۔ اگر وہ لوگ بغض میں انتہائی درجہ پر بھی پہنچ جائیں پھر بھی ہم ان کی مستورات کو عفیفہ ہی سمجھیں گے کیونکہ خدا تعالیٰ ان کو عفیفہ کہتا ہے۔

پس میں کہوں گا کہ عورت کی عزت کی حفاظت خواہ وہ دشمن کی ہو انسانیت کا ادنیٰ فرض ہے اور بہادر آدمی کا کام ہے کہ کسی ادنیٰ درجہ کی عورت کی عزت کی حفاظت کے لئے خواہ وہ کسی مذہب سے تعلق رکھتی ہو اگر اسے جان بھی دینی پڑے تو قطعاً دریغ نہ کرے۔ پس تم بہادر بنو اور عورت کی عزت کی حفاظت کرو۔ عورت کی عزت کو خدا نے قائم کیا ہے اور وہ شعائر اللہ میں سے ہے اس لئے اس کی عزت تم پر فرض ہے۔ میں ان مجبوریوں سے بخوبی آگاہ ہوں جن سے آپ لوگوں کو گذرنا پڑتا ہے اور ان لوگوں کو ایمان سے خالی سمجھتا ہوں جو بے غیرتی دکھاتے ہیں اور دشمن کے اعتراضات اور الزامات سن کر باوجود جواب دینے کی طاقت اور قابلیت رکھنے کے خاموش ہو جاتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں جانے دو ان باتوں کے جواب نہیں دینے چاہئیں۔ وہ ہم میں سے نہیں اور وہ خدا کی رضاء کبھی حاصل نہیں کرسکتے۔ لیکن پھر بھی میں ہر اس شخص کو جو مقابلہ کے لئے زبان یا قلم اٹھاتا ہے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ ایسے رنگ میں لکھے جو بے شک تیز ہو مؤثر ہو لیکن اس میں کسی ناکردہ گناہ پر کوئی حملہ نہ ہو۔ ہم تقویٰ کے قیام کے لئے کھڑے کئے گئے ہیں۔ پس کوشش کرو کہ ہم جب دنیا کو چھوڑ کر جائیں تو دشمن بھی محسوس کرے کہ ہم دنیا میں اصلاح کر گئے ہیں۔

میں ایک طرف جہاں ان غافل لوگوں کو جن کی غفلت بے غیرتی کی حد تک پہنچی ہوئی ہے توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس میدان میں پیٹھ پھیر کر کھڑے نہ رہیں اپنی ہمت اور کوشش کے مطابق

حصہ لیں۔ وہاں مجاہد دوستوں کو جو کام کر رہے ہیں توجہ دلاتا ہوں کہ جس کی عزت خدا نے قائم کی ہے اس کا خاص خیال رکھیں۔ رسول کریم ﷺ نے ایک جنگ میں ایک عورت کی لاش دیکھی صحابہ کا بیان ہے آپ ایسے سخت غضبناک ہوئے کہ اس سے قبل کبھی نہ ہوئے تھے اور فرمایا کبھی کسی عورت پر حملہ نہ کرو۔

پس تم بھی کسی عورت پر کبھی حملہ نہ کرو۔ دشمن کو اپنا اندرونہ ظاہر کرنے دو اور تم اپنا کرو۔ وہ جب اپنے گھر کو لوٹے گا تو خدا کا غضب اس پر نازل ہو رہا ہو گا اور تم اس کے فضل کے وارث بنو گے۔ کون کہتا ہے کہ ایسا کرنے سے وہ جیت جائے گا اور تم ہار جاؤ گے یقیناً تم ہی جیتو گے اور وہ ہارے گا۔

(الفضل ۱۲/ اکتوبر ۱۹۲۸ء)

۱۔ بخاری کتاب الادب باب المقۃ من اللہ عزوجل۔